پروفیسر محفوظ احمد

خواتین اور سزائے موت

اس دنیا میں انسان ہزار ہا سال سے زندگی بسر کر رہا ہے لیکن ابھی تک یہ اپنے تجربوں سے بہت کچھ سیکھتا ہے اور بہت کچھ گنوا دیتا ہے اور اسی طرح دنیا آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی بڑی مثال مغربی ممالک میں سزائے موت کی ہے کبھی اسے نافذ کیا جاتا ہے اور کبھی منسوخ(۱) اور کبھی پھر بحال۔ پہلے مجرموں کو اس طرح سزا دی جاتی ہے جیسے ان سے انتقام لینا مقصود ہو اور اب ان سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے جیسے وہ سرکاری معزز مہمان ہیں ان کے ارادی جرائم کو بھی بھول چوک تصور کیا جاتا ہے۔ اور انہیں سزا دینے کو وحشیانہ عمل قرار دیا جاتا ہے نتیجتاً جرائم میں روز افزوں ترقی ہوتی جا رہی ہے کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں جیلیں آسائش گاہیں بننے کے ساتھ ساتھ جرائم کے جراثیم پیدا کرنے والی لیبیارٹریاں بن چکی ہیں۔

اسلام نے اگرچہ انسانی نفسیات کے مطابق جرائم کی روک تھام کے لیے ابدی۔ مؤثر اور ہمہ جہتی اقدامات کیے ہیں لیکن افسوس کہ ہم نے ان اصولوں کو پس پشت ڈال دیا ہے اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کی بجائے تقلید مغرب کو ہم اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اپنے ملک میں نافذ شدہ متفقہ آئین کی بجائے اقوام متحدہ کے چارٹر کو زیادہ قابل حجت تسلیم کرتے ہیں

(۱) روم میں حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی سزا زندہ جلانے کی صورت میں سزائے موت تھی جو اٹھارہویں صدی میں ختم کردی گئی۔ امریکا میں بھی سترہویں صدی عیسوی میں توہین عیسوی کی سزا موت مقرر کی گئی ۱۹۶۸ء میں اس سزا کو ختم کر کے یہ فیصلہ دیا گیا کہ عیسائیت کے تحفظ کے لیے قانونی گرفت کی ضرورت نہیں۔ برطانیہ میں بھی ۱۸۳۴ء تک رسالت عیسوی اور عیسائیت کی تعلیمات کی توہین پر قتل کی سزا دی جاتی رہی البتہ بعد میں اس قانون میں نرمی اختیار کرلی گئی۔ (ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی ''توہین رسالت کا قانون'' سہ ماہی منہاج، لاہور، ج: ۱۳، شمارہ ۳۔۴ (جولائی۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء) ص: ۸۱)

اپنی معاشرتی و دینی اقدار کے ہوتے ہوئے مغربی اقدار پر عمل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ گزشتہ دورِ حکومت میں اس کی مثال یہ سامنے آئی کہ پاکستان کی وفاقی کابینہ نے ۱۰ جون ۱۹۹۶ء کو اپنے ایک اجلاس میں خواتین کے لیے سزائے موت ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ خبر تمام قومی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع کی گئی روزنامہ نوائے وقت میں یہ خبر اس طرح شائع ہوئی۔(۲)

خواتین کے لیے سزائے موت ختم۔ وفاقی کابینہ کا فیصلہ

جن سنگین مقدمات میں خواتین کو سزائے موت دی جاسکتی ہے انہیں اس پر عمر قید کی سزا ہوگی۔

وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی زیر صدارت وفاقی کابینہ نے خواتین کے لیے سزائے موت ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن سنگین مقدمات میں سزائے موت دی جاسکتی ہے اب انہیں سزائے موت کی بجائے عمر قید کی سزا ہوگی کابینہ نے اس سلسلہ میں مسودہ قانون کی منظوری دے دی۔

خواتین دہشت گردی یا معصوم شہریوں کے سفاکانہ قتل کی وارداتوں میں بہت کم ملوث پائی جاتی ہیں لہٰذا ان کے لیے سزائے موت ختم کردی گئی اس اقدام سے معاشرے پر خوشگوار اثر پڑے گا"۔ اس مقالے میں اس فیصلے کے متعلق یہ جائزہ لیا جائے گا کہ کیا یہ فیصلہ قرآن مجید احادیث نبویہ اور رائج الوقت آئین پاکستان سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں نیز اس فیصلے سے ہمارے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

اسلام اور عورت کی سزائے موت

کائنات کی بقا کے لیے اسلام نے مردوں اور عورتوں کے الگ الگ فرائض متعین کیے ہیں لیکن اعمال کے اجر و جزا کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اس یکسانیت کے تصور کو اسلام میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

اجر میں یکسانیت

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت سے احکامات پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے لیکن ان کے

(۲) روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۱۱ جون ۱۹۹۶ء ص ۱، ۹ روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ جون، ص ۱

☆ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔☆

اجر میں صنفی لحاظ سے کوئی تفریق قائم نہیں کی۔ نماز اگر مرد ادا کرے تو اسے بھی اتنا ہی اجر وثواب ملے گا جتنا عورت نماز ادا کرنے پر مستحق ہوتی ہے۔ حج کی ادائیگی سے عورت کو اتنا ثواب ملے گا جتنا مرد حج کرنے پر ثواب کا حق دار ہوتا ہے اجر وثواب کی یکسانیت کا ذکر سورۃ زمر میں اس طرح کیا گیا۔

ووفیت کل نفس ماعملت. (۳)

(ترجمہ) ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

عربی میں نفس مرد اور عورت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

یوم لاتملک نفس لنفس شیٔا والامر یومئذ للہ. (۴)

(ترجمہ) قیامت کا دن وہ ہے جس میں کسی شخص کا کسی کے نفع کے لیے کچھ بس نہ چلے گا اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی اسی سورت میں ہے:

علمت نفس ما قدمت و اخرت۔ (۵)

(ترجمہ) اس روز ہر شخص اپنے اگلے وپچھلے اعمال کو جان لے گا یہاں پر نفس سے مراد مرد اور عورت یکساں ہیں۔

سورۃ نحل میں اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا الگ الگ بھی ذکر کر کے فرمایا:

من عمل صالحا من ذکر اوانثی وھو مومن فلنحیینه حیوۃ طیبة ولنجز ینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعمون. (۶)

(ترجمہ) جو بھی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو پاکیزہ زندگی دیں گے اور ان کے اچھے کاموں کے عوض ان کا اجر دیں گے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سیّد قطب شہید (م ۱۹۶۶) نے لکھا ہے:

---

(۳) سورۃ زمر: ۷۰ (۴) سورۃ انفطار: ۱۹ (۵) سورۃ انفطار: ۵ (۶) سورۃ نحل: ۹۷

اس آیت میں جزائے اعمال کے یہ قواعد بیان فرمائے گے ہیں۔

۱۔ عمل و جزا میں مذکر و مونث بالکل برابر ہیں۔

۲۔ دونوں کا اللہ تعالیٰ سے برابر تعلق ہوسکتا ہے اور دونوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا ملے گی۔

۳۔ نص میں جو ابتداء میں لفظ من ہے وہ مطلق ہے اور دونوں جنسوں (مرد عورت) پر مشتمل ہے مگر مزید تاکید وتوثیق اور وضاحت کے لیے نر و مادہ کا صراحتاً ذکر فرمایا۔(۷)

سورۃ احزاب میں ارشاد ربانی ہوتا ہے:

ان المسلمین والمسلمات والمؤنین والمومنات والقنتین والقنتات والصدقین والصدقت والصابرین والصابرت والخاشعین والخاشعت والمتصدقین والمتصدقت والصائمین والصائمات والحافظین فروجهم والحافظت والذاکرین اللّٰہ کثیرا والذاکرات اعداللّٰہ لهم مغفرة واجرا عظیما.(۸)

(ترجمہ) بے شک! ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

مفتی محمد شفیع (م ۱۹۷۶ء) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

قرآن حکیم کے عام احکام میں اگرچہ مرد و عورت دونوں شامل ہیں مگر عموماً خطاب مردوں کو کیا گیا ہے عورتیں اس میں ضمناً شامل ہیں یایھا الذین امنوا کے الفاظ استعمال فرما کر

---

(۷) سید قطب شہید، فی ظلال القرآن (ترجمہ) پروفیسر منظور احمد، اسلامی اکیڈمی لاہور ۱۹۸۹ء ج: ۵ ص: ۳۷۲

(۸) سورۃ الاحزاب: ۳۵

☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆

عورتوں کو ان کے ضمن میں مخاطب کیا ہے اس میں اشارہ ہے کہ عورتوں کے سب معاملات ستر اور پردہ پوشی پر مبنی ہیں اس میں ان کا اکرام و اعزاز ہے خصوصاً پورے قرآن مجید میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت مریم بنت عمران کے سوا کسی عورت کا نام قرآن مجید میں نہیں لیا گیا بلکہ ذکر آیا تو مردوں کی نسبت کے ساتھ جیسے امراۃ فرعون (بیگم فرعون) امراۃ نوح (بیگم نوح) امراۃ لوط (بیگم لوط) کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا۔

حضرت مریم کی خصوصیت شاید یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت کسی باپ کی طرف نہیں ہوسکتی اس لیے ماں کی طرف نسبت کرنا تھا اس نسبت سے ان کا نام ظاہر کیا گیا (واللہ اعلم)

قرآن کریم کا یہ اسلوب اگرچہ خود ایک بڑی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے مگر عورتوں کو اس کا خیال گزرنا یک طبعی امر تھا اس لیے کتب حدیث میں ایسی متعدد روایات ہیں جن میں عورتوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ مردوں کا ہی ذکر قرآن مجید میں فرماتے ہیں انہی کو مخاطب فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم عورتوں میں کوئی خیر ہی نہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عبادت بھی قبول نہ ہو۔(۹)

آیات مذکورہ میں عورتوں کی دلجوئی اور ان کے اعمال کی مقبولیت کا خصوصی ذکر کیا گیا جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت اور فضیلت کا مدار اعمال صالحہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اس میں مرد و عورت کا کوئی امتیاز نہیں۔(۱۰)

ان آیات قرآنیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں اعمال صالحہ کے اجر میں کسی قسم کا جنسی اور صنفی فرق نہیں۔ مسلمان مرد جو عمل کرے گا اس کو بھی وہی اجر ملے گا۔ جو مسلمان عورت کو عمل صالح کرنے پر ملتا ہے۔ اسی طرح مسلمان عورت بھی اس اجر کی مستحق ہوگی جس کا حقدار مسلمان مرد ہوگا۔

---

(۹) جیسے جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت ام عمارہ سے روایت ہے۔ انها اتت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقالت ما اری کل شئی الاللرجال وما اری النساء یذکرنی بشئی. حضرت ام عمارہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں جو چیز قرآن مجید میں دیکھتی ہوں وہ مردوں کے لیے ہوتی ہے عورتوں کا کسی حکم کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا۔ تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (امام ترمذی۔ جامع ترمذی، (ابواب التفسیر) مکتبہ رحیمہ، دیوبند، ۱۹۵۲ء ج: ۲ ص: ۱۵۳)

(۱۰) مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۷۹ء ج: ۷، ص: ۱۴۳۔۱۴۴

جزا اور سزا میں یکسانیت

اسلام میں جس طرح اعمال صالحہ کے اجر میں جنسی لحاظ سے کوئی تفریق نہیں اسی طرح افعال قبیحہ کے ارتکاب کی جزا میں کوئی صنفی تفاوت نہیں۔ کوئی شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت جو بھی ایسی معصیت کا مرتکب ہوگا اسے اس کی سزا ملے گی۔

جزا میں یکسانیت کا یہ تصور قرآن مجید میں موجود ہے، ارشاد ہوتا ہے:

ویعذب المنفقین والمنافقت والمشرکین والمشرکات الظانین باللّٰہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء وغضب اللّٰہ علیھم ولعنھم واعدلھم جھنم وسأت مصیرا۔(۱۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو (ان کے کفر کی وجہ سے) عذاب دے گا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ برے برے گمان رکھتے ہیں ان پر برا وقت آنے والا ہے اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوگا اور ان کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور ان کے لیے اس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اسی طرح سورۃ توبہ میں ہے۔

المنافقون والمنافقت بعضھم من بعض. یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف ویقبضون ایدیھم نسوا اللّٰہ فنسیھم ان المنافقین ھم الفاسقون. وعداللّٰہ المنافقین والمنافقت والکفار نارجھنم خالدین فیھا ھی حسبھم والعنھم اللّٰہ ولھم عذاب مقیم.(۱۲)

(ترجمہ) منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک جیسے ہیں (برے نظریات اور برے افعال کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں) برائی کا حکم دیتے

(۱۱) سورۃ الفتح:۶

(۱۲) سورۃ التوبہ ۶۷۔۶۸

ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں (حقیقت یہ ہے) کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلادیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں فراموش کر دیا ہے۔ بے شک منافق ہی نا فرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور کفار سے وعدہ کیا ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے وہی ان کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ان پر ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔

یہ آیات مقدسہ اس تصور کو واضح کرتی ہیں کہ اسلام میں سزا و جزا کے لحاظ سے مرد اور عورت برابر ہیں عورتوں کو بھی اعمال قبیحہ کے ارتکاب پر مردوں کے برابر سزا دی جائے گی۔ اجتماعی طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذکر فرمایا کہ ہر کسی کو اس کے عمل کا پورا بدلہ ملے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اس ضمن میں چند آیات تحریر کی جاتی ہیں۔ سورۃ آلِ عمران میں ہے:

۱۔ ووفیت کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون.(۱۳)

ہر کسی نے جو کچھ کیا اسے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان کی حق تلفی نہیں ہوگی۔

۲۔ ثم توفی کل نفس ماکسبت وھم لایظلمون.(۱۴)

ہر شخص کو قیامت کے دن اس کے لیے ہوئے کا پورا عوض ملے گا۔

۳۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن.(۱۵)

مردوں کو ان کے اعمال کے مطابق آخرت میں حصہ ملے گا اور عورتوں کو ان کے مطابق حصہ ملے گا۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے عصر حاضر کے مفسر پیر کرم شاہ صاحب نے لکھا ہے:

ہر مرد اور ہر عورت کو بلا امتیاز اس کی جدوجہد کا ثمر ملے گا اس لیے اگر تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طلب گار رہو تو عمل سے طلب کرو کسی سے حسد کرنا یا صرف اس جیسا بننے کی

(۱۳) سورۃ آل عمران : ۲۵

(۱۴) ایضاً : ۱۶۱

(۱۵) سورۃ النساء : ۳۲

خواہش کرتے رہنے سے کیا حاصل۔ عورتوں کے دلوں میں عام طور پر یہ حسرت ہوتی ہے کہ کاش وہ مرد ہوتیں اس کا بھی ازالہ فرمایا کہ تکوینی مصلحتوں کے پیش نظر کسی کو مرد اور کسی کو عورت ضرور ہونا تھا۔ اس لیے اس خام خیال کو اپنے دلوں سے نکال دو حصول کمال اور قرب الٰہی کے دروازے تمہارے لیے بھی کھلے ہیں آگے بڑھو اور اپنے حسن کردار اور خوبی عمل سے بلند مقام حاصل کرو۔(۱۶)

۴۔ **ومن یکسب اثما فانما یکسب علی نفسه.(۱۷)**

(ترجمہ) اور جو کوئی گناہ کرے وہ اپنے ہی حق میں گناہ کرتا ہے۔ من کا لفظ مرد و عورت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۵۔ **الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم.(۱۸)**

(ترجمہ) آج ہر شخص کو اس کے لیے کا بدلہ دیا جائے گا آج کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

ان تمام آیات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام میں اجرو جزا کے لحاظ سے جنسی وصنفی لحاظ سے کوئی تفریق نہیں۔ مرد اور عورت میں سے کوئی جیسا عمل کرے گا اس کے مطابق یکساں طور پر اسے اس کا اجر یا جزا مل جائے گی۔

اسلامی جنایات

عورتوں اور مردوں سے متعلق قرآنی فلسفہ اجروجزا میں یکسانیت کے بعد اب اسلامی سزاؤں کو بھی اس پہلو سے دیکھا جاتا ہے کہ کیا ان سزاؤں میں ایک ہی جرم کے ارتکاب میں جنسی لحاظ سے مرد یا عورت کی سزا میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

اسلام میں تین طرح کی سزائیں مقرر ہیں۔

(۱) قصاص (۲) حد (۳) تعزیر

۱۔ قصاص

قصاص کا لفظ ''قص'' سے مشتق ہے اس سے ''قص الاثر'' ہے جس کا معنی ''پیروی

(۱۶) پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۴۰۲ھ ج:۱ص:۳۴۰

(۱۷) سورۃ النساء:۱۱۱

(۱۸) سورۃ المومن:۱۷

روایت" ہے یعنی فلاں شخص نے روایت کی پیروی کی۔ القاص، راوی یا بیان کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ راوی کو قاص اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ آثار و اخبار کی پیروی کرتا ہے(۱۹) قص کا دوسرا معنی کاٹنا بھی آتا ہے۔ قص الشعر بال کاٹنے کو کہتے ہیں۔(۲۰)

قرآن مجید میں بھی اس لفظ کا استعمال ہوا ہے ارشاد ہوتا ہے:

فارتدا علی اثار هما قصصا.(۲۱)

حضرت موسیٰؑ اور ان کے خادم حضرت یوشعؑ اپنے نشان قدم پر واپس لوٹے۔

قصاص کو قصاص اس لیے کہا جاتا ہے کہ قصاص میں مرتکب کو اسی طرح کی تکلیف دی جاتی ہے جس طرح اس نے مجروح یا مقتول کو پہنچائی۔(۲۲)

فقہی اصطلاحات میں قصاص سے مراد یہ ہے:

ان یفعل بالفاعل الجانی مثل ما فعل.(۲۳)

کسی ایذا دینے والے کو اتنی ہی تکلیف دی جائے جتنی اس نے کسی دوسرے (مقتول یا مجروح) کو پہنچائی۔

عرف عام میں قصاص سے مراد قتل کے بدلے قتل کرنا لیا جاتا ہے۔

قصاص کا مفہوم جان لینے کے بعد اب یہ دیکھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے قتل کے قصاص میں مرد و عورت کے درمیان کوئی تفریق قائم کی ہے یا نہیں۔ قصاص کی فرضیت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یاایها الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحربالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی.(۲۴)

اے ایمان والو تم پر قصاص قتل (عمد) میں فرض کیا گیا ہے آزاد کے

---

(۱۹) ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۴۰۰ھ، ج: ۷ ص: ۷۵

(۲۰) محمد بن یعقوب فیروز آبادی۔ القاموس المحیط دار الفکر بیروت ۱۹۷۸ء ج: ۲ ص ۳۱۳

(۲۱) سورۃ الکھف: ۶۴

(۲۲) عبدالرحمٰن الجزیری، کتاب الفقہ، ترجمہ منظور احمد عباسی، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ۱۹۷۹ء ج: ۵ ص: ۴۵۶

(۲۳) محمد عمیم الاحسان مجددی، قواعد الفقہ، التصوف پبلیکیشنز کراچی ۱۹۸۶ء ص: ۴۳۰

(۲۴) سورۃ البقرہ: ۱۷۸

بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔

قتل کے متعلق آنحضورﷺ نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس قتل سے مراد ''قتل عمد'' ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

ومن قتل عمداً فهو قود. (۴۵)

جس کسی نے کسی کو عمداً قتل کیا اسے اس کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

بعض لوگ سورۃ بقرہ کی اس آیت کا مفہوم یوں لیتے ہیں کہ

آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت کو قتل کیا جائے اگر آزاد غلام کو اور عورت مرد کو قتل کر دے تو قصاص نہیں ہوگا۔

یہ مفہوم قرآن مجید کی دوسری آیت کے خلاف ہے۔ سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے:

وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص. (۴۶)

(ترجمہ) اور ہم نے ان پر اس کتاب (تورات) میں فرض کیا کہ جان کے بدلے میں جان آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر ہے۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے یہاں قصاص کا ذکر تورات کے حوالے سے فرمایا ہے کہ ہم نے یہ احکام موسیٰؑ کی شریعت میں فرض کیے تھے لیکن یہ اصول قرآن مجید کی دوسری آیات سے مستنبط ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں کے وہ تمام احکام جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیﷺ میں منسوخ نہیں کیا ان کی حیثیت اسلام کے دیگر احکامات کی طرح ہے اور وہ احکامات ہمارے لیے اسی طرح واجب العمل ہیں جیسے دیگر احکام۔

---

(۴۵) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (کتاب الدیات، باب من حال بين ولى المقتول و بين القود والدية) نور محمد کراچی ۱۳۸۱ھ ص: ۱۸۹

(۴۶) سورۃ المائدہ: ۴۵

☆ جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی ☆

سورۃ شوری میں ارشاد ہوتا ہے:

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسیٰ و عیسیٰ. (۲۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے بھی وہی دین مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا اور جووحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔

اسی طرح سورۃ انعام میں مختلف انبیاء کرام کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا:

اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده. (۲۸)

(ترجمہ) یہ وہی لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی پس آپ ان کے طریقے پر چلیں اسی لیے علامہ ابن حجر مکی (م۹۷۳ھ) نے لکھا ہے:

قصاص شریعت موسوی میں اور دیت شریعت عیسوی میں واجب کی گئی۔ شریعت محمدیہ میں ان دونوں کو اختیار کیا گیا۔(۲۹)

بہرحال ان قرآنی آیات سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں کے کسی حکم کا جب تک اسلام میں نسخ نہ ہو اس کا حکم اسلام میں بدستور موجود رہے گا۔ لیکن حکم اس کو بھی شریعت محمدی کا حکم مان کر عمل کرنا ہوگا نہ کہ شریعت موسوی یا شریعت عیسوی کا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہوگا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں پورے داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔(۳۰)

بہرحال جان کے بدلے جان اسلام کا وہ ابدی قانون ہے جو گزشتہ تمام شریعتوں کے علاوہ اسلام میں بھی بدستور موجود ہے خواہ قاتل مرد ہو یا عورت۔

اس اصول کی تائید حضور اکرم ﷺ کی متعدد احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ چند احادیث

---

(۲۷) سورۃ الشوری: ۱۳ (۲۸) سورۃ الانعام: ۹۰

(۲۹) شہاب الدین احمد بن حجر مکی الخیرات الحسان، اردو ترجمہ جواہر البیان، ترجمہ ظفر الدین بہاری الکمتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ۱۹۸۶ء ص: ۲۹ (۳۰) سورۃ البقرہ: ۲۰۸

ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ومن قتل عمداً فهوقود ومن حال بينه فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس اجمعين لايقبل منه صرف ولاعدل. (۳۱)

(ترجمہ) جس نے قتل عمد کا ارتکاب کیا اس کے لیے قصاص میں قتل ہے اور جو کوئی اس قصاص کے درمیان مانع ہوا تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو۔ نہ اس کا نفل قبول ہے اور نہ فرض۔

۲۔ حضرت ابوشریح الخزاعی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اصيب بدم اوخبل (الخبل الجراح) فهو بالخيار بين احدى ثلث فان ارادالرابعة فخذو اعلى يده ان يقتل او يعفو او ياخذ الدية. (۳۲)

(ترجمہ) جس کا خون کیا گیا یا اسے زخمی کیا گیا تو اسے صرف تین باتوں کا اختیار ہے یا وہ قصاص لے یا وہ معاف کردے یا دیت لے لے۔
اس کے علاوہ اگر کسی چوتھی بات کا تقاضا کرے تو اس کا ہاتھ پکڑلو۔

۳۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

من قتل عمداً دفع الى اولياء القتيل فان شائوا اقتلوا وان شائوا اخذوا الدية. (۳۳)

(ترجمہ) جس نے کسی کو عمداً قتل کیا اسے مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے۔ اگر وہ چاہیں اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت لے لے۔

---

(۳۱) ابوداؤد، سنن ابی داؤد (کتاب الدیات، باب عفوالنساء عن الدم) نور محمد کارخانہ کتب کراچی ۱۳۶۹ھ ج: ۲ص: ۶۲۴

(۳۲) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (کتاب الدیات باب من قتل لہ قتیل فھو بالخیار الخ) ص: ۱۱۸ ابوداؤد۔ سنن ابی داؤد (کتاب الدیات، باب الامام یامر العفوفی الدم) ج: ۲ص: ۶۱۸

(۳۳) ابن ماجہ سنن ابن ماجہ ص: ۱۸۹

۴۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک بار عورت کے بدلے میں عورت قتل کرنے کے متعلق حضور اکرم ﷺ کے کسی فیصلے کے متعلق صحابہؓ سے پوچھا تو حضرت جمل بن مالکؓ نے کہا:

''میرے عقد میں دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک حاملہ تھی۔ دوسری نے حاملہ کو ایک لکڑی سے مارا تو وہ مرگئی اور جنین بھی مرگیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا:

فقضی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی جنینها بغرة و ان تقتل بها. (۳۴)

بچے کے بدلے ایک غلام یا لونڈی دی جائے اور عورت کے بدلے عورت کو قتل کیا جائے:

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ اور بشر بن ابرا کو زہر آلود گوشت کھلا دیا آپ پر زہر کا اثر نہ ہوا لیکن بشر زہر سے فوت ہوگئے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا تو نے کھانے میں زہر کیوں ملایا اس نے کہا یہ دیکھنے کے لیے کہ آپ سچے نبی ہیں؟ اگر آپ سچے نبی ہوں تو زہر آپ پر اثر نہیں کرے گا۔

فامر بها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقتلت. (۳۵)

پس آپ ﷺ نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اور وہ قتل کر دی گئی۔ (۳۶)

۶۔ حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ عرب کے دو قبیلوں میں لڑائی ہوئی انہوں نے آپس میں مردوں اور عورتوں کو قتل کیا تو انہوں نے باہم یہ فیصلہ کیا کہ یہ مقدمہ حضور ﷺ کے پاس لے چلتے ہیں۔

فارتفعوا الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام ''القتلی سواء. (۳۷)

چناں چہ وہ اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا سب مقتول برابر ہیں۔

---

(۳۴) امام نسائی۔ سنن نسائی۔ باب القود، قتل المراة بالمراة) قدیم کتب خانہ کراچی ت ۔ ن) ج: ۲ ص: ۲۴۱

(۳۵) ابوداؤد، سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب فیمن سقی رجلاسماً او اطعمه فمات الیقادمنه) ج: ۲ ص: ۶۲۰

(۳۶) حضرت جابرؓ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور اسے سزا نہ دی (ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج: ۲، ص: ۶۲۰)

(۳۷) ابوعبداللہ محمد القرطبی الجامع الاحکام القرآن، دار الکاتب العربیه للطباعة والنشر، تہران ۱۹۶۷ء ج: ۲ ص: ۲۵۴

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

المسلمون تتکافاء دماء هم (۳۸) تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے جو کوئی بھی اس خون کو بہائے گا اس کو اس کے بدلے سزا ملے گی۔ اگر کوئی قتل عمد کا مرتکب ہو تو اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اگرچہ قتل مرد نے کیا ہو یا عورت نے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اگر کوئی مرد کسی عورت کو عمداً قتل کرے تو اسی طرح مستوجب قصاص ہوگا جس طرح عورت کسی مرد کے قتل پر ہوتی ہے۔ (۳۹)

اس مسئلہ کے متعلق امام قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے لکھا ہے:

اجمع العلماء علی قتل الرجل بامراۃ والمراۃ بالرجل. (۴۰)

(ترجمہ) تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ آدمی کے قتل پر عورت کو اور عورت کے قتل پر آدمی کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

امام جصاص (م ۳۷۰ھ) نے عورت سے مرد کے قصاص کے متعلق فتوی کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام زفر، امام ابن شبرمہؒ کے نزدیک عورت اور مرد کے درمیان صرف جان کا قصاص ہے ایک دوسری روایت کے مطابق جان سے کم درجے کے جرائم میں بھی قصاص جاری ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں ہے ان النفس بالنفس (۴۱) بعض فقہاء کے نزدیک عورت کی دیت چونکہ نصف ہے لہٰذا اگر عورت مرد کو قتل کرے تو اسے قصاص میں قتل کرنے کے علاوہ اس سے نصف دیت بھی وصول کی جائے گی۔ علامہ قرطبی نے اس پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ درست نہیں کیونکہ فقہ کا اصول ہے کہ قصاص اور دیت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ (۴۲)

(جاری ہے)

(۳۸) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (ابواب الدیات، باب المسلمون تتکافاء دماهم) ص: ۱۹۲

(۳۹) الجزیری، کتاب الفقہ (مترجم) ج: ۵ ص: ۵۳۴

(۴۰) قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ج: ۲ ص: ۲۴۸

(۴۱) ابوبکر احمد بن علی رازی، جصاص، احکام القرآن، دار الکتاب العربیہ، بیروت، (ت۔ن) ج: ۱ ص: ۱۳۸

(۴۲) قرطبی، الجامع الاحکام القرآن ج: ۱ ص: ۲۴۸

ماجاز لعذر بطل بزوالہ ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہوجائے گا۔

القسم العربي

مجلة الفقة الاسلامی

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامي المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ گلشن اقبال

كراتشي باكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نوراحمد شاهتاز

......☆......

مساعد رئيس التحرير

الاستاذ غلام نصير الدين نصير | الدكتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

طلائع البنوك الاسلاميه

الدكتور / رفيق يونس مصري